3۔ عن جابر قال: بعثنا رسول الله ﷺ ثلاثمائة راكب، اميرنا ابو عبيدة بن الجراح نرصد عير قريش فأقمنا بالساحل نصف شهر فأصابنا جوع شديد حتى أكلنا الخبط، فسمي ذلک الجيش جيش الخبط، فألقى بنا البحر دابة...... (اللؤلؤ والمرجان، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتة البحر حديث ١٢٦١) ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں 300 کے لشکر کے ساتھ قریشی قافلوں کی ناکہ بندی کے لیے بھیجا اور ابوعبیدہ کو ہمارا امیر بنایا، ہم ساحل سمندر پر آدھ مہینہ ٹھہرے رہے، جس دوران ہمیں سخت بھوک لگی حتیٰ کہ ہم درختوں کے پتے کھانے لگے، اسی لیے اس لشکر کا نام ہی ''پتہ خور لشکر'' پڑ گیا۔ پھر سمندر نے ہماری طرف ایک بڑا جانور (وھیل مچھلی) پھینکا....''

4۔ عن سعد بن ابی وقاص قال: أنا لأول العرب رمیٰ السهم فی سبيل الله، ورأيتنا نغزو وما لنا طعام إلا ورق الحبلة وهذا السمر، وإن أحدنا ليضع كما تضع الشاة ما له خلط. (اللؤلؤ والمرجان، الزهد والرقائق حديث ١٨٦٩) ''میں راہِ الٰہی میں پہلا عرب تیرانداز ہوں، میں نے وہ کٹھن وقت بھی دیکھا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نبردآزما تھے اور ہمارا کھانا صرف ببول (ایک خاردار درخت) کا پھل اور اس کا پتہ تھا۔ حتیٰ کہ ہم بھیڑ بکری کی طرح پاخانہ (گوبر) کرتے تھے، جس میں کوئی چکنائی نہیں ہوتی تھی۔''

5۔ عن محمد بن سيرين قال: كنا عند ابی هريرة وعليه ثوبان ممشقان من كتان، فمخط فی أحدهما ثم قال: "بخ بخ، يتمخط ابوهريرة فی الكتان، لقد رأيتني وإنی لأخر بين منبر رسول الله ﷺ وحجرة عائشة من الجوع مغشياً عليّ فيجئ الجائی فيضع رجله على عنقی يرى أن بی الجنون وما بی جنون وماهو إلا الجوع"(الترمذی بسند حسن صحيح غريب۔ الزهد، باب معيشة أصحاب النبی ﷺ)

6۔ عن فضالة بن عبيد أن النبی ﷺ كان إذا صلى بالناس يخر رجال من قامتهم فی الصلاة من الخصاصة وهم أصحاب الصفة. (الترمذی وقال هذا حديث حسن صحيح، الزهد باب معيشة أصحاب النبی ﷺ حديث ٢٤٥٧) ''ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہ کی مجلس میں تھے، آپ گیرو سے رنگے ہوا سوتی کپڑے کا جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ جناب موصوف نے ایک سوتی رومال سے رینٹ صاف کیا اور کہنے لگا: ''واہ واہ! آج ابوہریرہ کاٹن کے کپڑے میں ناک صاف کرتا ہے، حالانکہ مجھے بالکل یاد ہے کہ میں منبر نبوی اور حجرہ عائشہ کے درمیان گر پڑتا تھا، کبھی کوئی انجان مجھے دیوانہ سمجھ کر میری گردن کو اپنے پیر سے دباتا، اللہ کی قسم سوائے بھوک کے مجھے کوئی دیوانگی نہ تھی۔''

ارض بلتستان

لاما ازم کا عروج و زوال:

بلتستان کے سیاسی حالات تبت کے دیگر علاقوں سے مختلف نہ تھے۔ مہاتما بدھ، اشوک اور کنشک کی امن پسند تعلیمات اپنی تمام خوبیوں کے باوجود ایسی ملوکیت کا مزاج بدلنے سے عاجز تھیں جس نے تبت کے قدیم بون معاشرے میں آنکھ کھولی تھی لداخ اور گردونواح میں بدھ مت کا فروغ ایک فطری بات تھی یہ وہ سرزمین تھی جس کے باشندے گزشتہ صدیوں میں مختلف دروں سے وارد ہونے والے ان گنت طوفانوں کی ہولناکیوں اور شقاوت کے زخم چاٹ رہے تھے۔

یہاں بدھ مت کی تعلیمات میں ان زیردستوں کے لئے راحت و تسکین کے سامان موجود تھے۔ جن کے ہاتھوں میں بالا دستوں کا وار روکنے کی سکت نہ تھی۔ چنانچہ بدھ مت کے آغوش میں سکون ڈھونڈنے والے کمزور اور بے بس انسانوں کے ساتھ باغیوں کا سا سلوک ہوتا رہا۔ پھر جب تبت کلاں کے عوام کی طرح تبت خورد (بلتستان) کے عوام میں بھی بدھ مت مقبول ہونے لگی۔ تب حکمرانوں نے بھی اس کے آغوش میں اپنی حکومت کو بچانے کی تدابیر شروع کیں (بدھ مت ازم). ہلاتوس کے حکمرانوں نے ظاہری لبادہ تو تبدیل کرلیا مگر ان جبلت قائم رہی۔

راجگان بلتستان کے سروں پر پہلے بون مت کا تاج رکھتے تھے اب یہ خدمت لاماؤں کے ہاتھوں انجام پانے لگی۔ پہلے وہ ہر کام کی ابتدا کرتے وقت ''ھلا'' سے مدد مانگتے تھے اب گونپوں نے ان کی جگہ لے لی۔ بدھ مت بھی عقائد میں خاطر خواہ تبدیلی لانے سے قاصر رہی۔ توہمات اور مافوق الفطرت عقائد ظہور اسلام کے صدیاں بعد بھی لوگوں کے ذہنوں میں راسخ نظر آتے ہیں۔ اس کی بین وجہ مقامی لوک کہانیاں اور لوک گیتیں ہیں۔

بدھ مت کا عروج:

بدھ مت کی مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ یہ مذہب ظلم و تشدد کے خلاف محبت، رحم اور انکساری کی تعلیم دیتا تھا۔ لیکن اس تعلیم کا عملی نتیجہ ترک دنیا (رہبانیت) اور گونپوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ابتدا میں بعض لوگ

معاشرے میں رونما ہونے والے انقلابات اور بار بار وسط ایشیا سے آنے والے خونخوار لوگوں کے حملوں سے تنگ آ کر ویران، پہاڑوں کی چوٹیوں اور غاروں میں جا بسے ایسے لوگ ''لاما'' کہلاتے ہیں یہ ''لامائیں'' چلے کاٹتے، زمین پر سوتے، بھوکے رہتے، ننگے پاؤں کانٹوں پر چلتے، نوک دار اور سنگلاخ چٹانوں پر دوڑتے الغرض ان کا بچھونا اور اوڑھنا بھی کانٹوں پر ہوتا ہے، وہ روح کی تسکین کے لئے ان گنت جسمانی اذیتیں برداشت کرتے تھے۔ اہل دنیا انہیں برگزیدہ سمجھ کر ان کی قدم بوسی کو باعث سعادت خیال کرتے۔ الغرض ان کے آگے سجدہ ریز ہوتے۔ نذرانے اور خیرات ان پر نچھاور کرتے، انہیں مصائب اور بیماری سے نجات کا ذریعہ سمجھتے اور حاجت روائی کے لئے ان ہی سے مدد مانگتے تھے۔ وہ سردی میں ٹھٹھرنا اور دھوپ میں جلنا پسند کرتے، لیکن ان کی عقیدت مند ان کے اوپر سائبان تان دیتے۔ وہ زندہ رہنے کے لئے روکھی سوکھی روٹی کا ایک نوالہ کافی سمجھتے، لیکن لوگ اپنے کنبے کا پیٹ کاٹ کر ان کے سامنے دنیا کی نعمتوں کا ڈھیر لگا دیتے تھے۔ وہ نفس کشی اور ریاضت کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے لیکن اہل دنیا ان کی کرامات کا ڈھنڈورا پیٹتے۔ الغرض جس قدر وہ دنیا سے بھاگنے کا اظہار کرتے اسی قدر ان کا پیچھا کرتی تھی۔ پھر جب ان میں سے کسی کی مرگ واقع ہو جاتی تو اہل دنیا اس کی جائے مرگ پر عظیم الشان عمارت تعمیر کر کے قبلہء حاجات اور مشکل کشائی کا مرکز بناتے۔ رفتہ رفتہ یہ سلسلہ بدھ مت کا جزو لاینفک بن گیا۔ آج بھی اس علاقے میں جا بجا آستانوں کی بھرمار اسی سلسلے کے باقی ماندہ اثرات ہیں۔

ایک ایسے علاقے میں علاقے جہاں تنگ دھڑنگ پہاڑوں فلک بوس برق پوش چوٹیوں عمیق کھائیوں خشک ڈھلوانوں کی کثرت اور زرعی اراضی کی شدید قلت ہو۔ جہاں دولت و ثروت صرف مقتدر لوگوں کا نصیب ہو۔ وہاں کسی تہی دست اور نادار آدمی کا مرجع خلائق بن جانا ایک معمولی بات نہ تھی۔ آہستہ آہستہ بودھ خانقاہیں ''لاماؤں'' سے بھر گئیں۔ اور ریاضت اور نفس کشی کے لئے طریقے رائج ہونے لگے۔ شروع میں ریاضت اور نفس کشی کے یہ ہولناک طریقے ان لوگوں کے لئے مقرر تھے جن کے نزدیک دنیاوی خواہشات اور لذتوں کو مٹانا یا جسمانی اذیتیں برداشت کرنا روحانی نجات کا واحد ذریعہ تھی، مگر بعد میں انفرادی جنونیت کے عجیب و غریب مظاہرے مذہب کے اجتماعی فرائض میں داخل ہو گئے۔ جبکہ مختصر خاکے پہلے بیان ہو چکے ہیں، خانقاہوں اور گونپوں کی نگرانی وانتظام وقت کے حکمرانوں نے اپنے ہاتھ لیکر جائیداد اور خزانوں میں اضافے کا بہترین ذریعہ اور سستا ذریعہ بنالیا۔ گونپوں کے انتظام اور لاماؤں کی تربیت کے لئے وضع کیے گیئے اصول و قواعد اتنے سخت اور مشکل بنائے گئے تھے جن کے سامنے قیصر و کسریٰ کے مظالم بھی ہیچ نظر

آتے ہیں۔ مگر یہ ''لاما'' بننے کے خواہش مند لوگ اپنی شوق و رغبت سے انہیں برداشت کر لیتے تھے۔

عام طور پر تو ہم پرست یا ستم رسیدہ پریشان حال لوگ ایک بہتر زندگی کی امید پر اور اپنے گناہوں سے پشیمان ہو کر تسکین ضمیر کی تلاش میں ان تربیت گاہوں میں داخل ہوتے تھے۔ ان عبادت گاہوں میں داخلہ لینے کے بعد دنیا کے ساتھ ان کے تمام رشتے ٹوٹ جاتے تھے، حتیٰ کہ ماضی کو یاد کرنا بھی گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ نئے آنے والوں کی تربیت اور نگرانی سخت پہرے کے اندر ہوتی تھی۔ دوران تربیت باہر کے کسی شخص سے ملاقات کرنا پاپ سمجھا جاتا تھا۔ نہانا تو درکنار ہاتھ پاؤں دھونا بھی منع تھا۔ جس قدر جسم کو غلیظ رکھا جاتا یا پھٹے پرانے کپڑے پہنے جاتے یا ننگا رہتے درجات میں اضافے کا سبب تصور کیا جاتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدھ مت کی اصل شکل مسخ ہو کر رہ گئی، جو گوتم بدھ لیکر آیا تھا۔ ان گنت جسمانی اور ذہنی اذیتوں کے بعد نیند یا آرام کرنا جسم کی آلائش سمجھا جاتا جو بدھ مت کے عقائد کے خلاف تھا، بہت سے لوگ دوران تربیت یا چلاکشی کے دوران ہوش وحواس اور عقل وشعور سے محروم ہو جاتے تھے۔ انہیں مذہبی اعتبار سے اعلیٰ ترین درجہ کا ''لاما'' مانا جاتا۔ ایسے فاتر العقل شخص کی قدم بوسی، اس سے خرافات اور گالیاں سننا بلکہ مار کھانا بھی باعث ثواب اور موجب نجات سمجھا جاتا تھا۔ اگر ہم موجودہ دور کے پیروں کا مشاہدہ کریں اور ان لوگوں کے طریقے عبادات دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پورے پاکستان میں بدھ عقائد نئے ناموں کے ساتھ راسخ ہو چکے ہیں، اور جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے دور میں بھی ہم قدیم بدھ عقائد اور اس کے اثرات سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔

''لاما ازم'' کی ابتداء غرباء سے ہوئی۔ لیکن ''لاماؤں'' کو دولت سے مالا مال ہوتے دیکھ کر یہ جراثیم امیروں کے اندر بھی سرایت کر گئے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ حکومت کے عہدیداروں اور راجاؤں نے بھی اپنے نمائندے گونپے میں داخل کر کے دولت سمیٹنا شروع کر دی۔ لاماؤں کے دور میں گونپے حکمرانوں اور عہدیداروں کے کدوں میں جا کر حسب منشا ''لاما'' بھرتی کرتے تھے۔ لاما استق نے یہ روایت قائم کرادی کہ ہر حکمران اپنے خاندان سے کم از کم ایک دوشیزہ کو ''لاما'' بنائے۔

لاماؤں کی تقریریں اور شعبدے اس قدر موثر ہوتے کہ نہ صرف عام لوگ بلکہ حکمران طبقہ بھی اپنے بچے ان کے حوالے کر دیتے، لوگوں کے دلوں پر لاماؤں کی حکمرانی ہوتی۔ کیونکہ وہ شعبدہ بازی کے ذریعے توہم پرست عوام کو خائف ومسحور کرتے تھے۔